آج ہندوستان کا جو مرتبہ و مقام ہے اور اندرونی طور پر ملک نے صنعت و حرفت، تعلیم، سائنس و ٹکنالوجی میں جو ترقی کی ہے ان سب کا شمار پنڈت جی کے کارناموں میں ہونا چاہئے، لیکن جہاں تک کہ ملک کے اندرونی حالات کا تعلق ہے اُن کو قابلِ اطمینان ہرگز نہیں کہا جا سکتا، یہ موقع اسباب و عوامل پر گفتگو کرنے کا نہیں ہے۔ لیکن کوئی بالغ نظر انسان اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ پنڈت جی دنیا سے اس حالت میں رخصت ہوئے ہیں جب کہ ملک میں رشوت ستانی اور خیانت کا زور ہے، اشیائے خوردنی کی قیمتیں روز بروز بڑھ رہی ہیں، اشیاء میں ملاوٹ کی گرم بازاری ہے اور عوام کو امن و سکون نصیب نہیں ہے، پھر ایک ملک کے استحکام و بقا اور اُس کے عروج و ارتقاء کے لئے سب سے مقدم اور ضروری یہ چیز ہے کہ اختلافِ مذہب و رنگ و نسل کے باوجود اس ملک کے شہریوں میں مکمل یک جہتی اور قومی یگانگت ہو، ایک کو دوسرے سے بیر نہ ہو، اُن میں اخلاقی نظم و ضبط اور ڈسپلن پایا جائے لیکن یہ چیز ایک ملک کی سالمیت کے لئے جس قدر ضروری اور اہم ہے اسی قدر یہ اس ملک میں مفقود بھی ہے۔

ملک کو آزاد ہوئے سترہ برس ہو گئے لیکن فرقہ وارانہ فسادات کا سلسلہ ہے کہ برابر جاری ہے اور اب عالم یہ ہے کہ ٹھیک اُس زمانہ میں جب کہ چین کا خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے اور اس بنا پر سخت ضرورت تھی کہ ملک کے تمام لوگوں میں مکمل یکجہتی ہو، مغربی بنگال، بہار اور اڑیسہ میں اس قدر ہولناک فسادات ہوئے کہ پچھلے فسادات بھی اُن کے سامنے ماند ہو گئے، ذرا سوچنے کی بات ہے کہ جس ملک کے عوام اپنے ہی پڑوسیو پر محض اختلافِ مذہب کی بنیاد پر اس قدر عظیم تباہی و بربادی کا سبب بنیں کیا اُن سے توقع ہو سکتی ہے کہ جب وقت پڑے گا تو وہ اپنے ملک کی طرف سے بہادر انسانوں کی طرح مدافعت کر سکیں گے؟ پھر جو اڈمنسٹریشن ان فسادات کی روک نہ کر سکے کیا اُس سے امید ہو سکتی ہے کہ وہ کسی بیرونی طاقت کے حملہ کے وقت ملک میں امن و امان اور ضبط و نظم قائم رکھ سکے گا؟ حقیقت یہ ہے کہ ملک سازی سے پہلے قوم سازی کی ضرورت ہوتی ہے اور اس پہلو سے جب ہم ملک کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو بڑی مایوسی ہوتی ہے۔

عرب ممالک میں جا کر دیکھئے! ایک ایک عرب مسلمان اسرائیل کے خون کا پیاسا ہے، اپنی تحریروں اور تقریروں میں برملا وہ اس کا اظہار کرتے ہیں، اسی طرح امریکہ اور برطانیہ اور فرانس ان تینوں ملکوں کے خلاف بھی اُن کے

جذبات دوستانہ نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود ان عرب ممالک میں عرب مسلمان عرب عیسائیوں اور عرب یہودیوں کے ساتھ دوستانہ و برادرانہ تعلقات رکھتے ہیں، فرقہ وارانہ فسادات تو کجا ایک عرب مسلمان کی جرأت نہیں ہے کہ وہ کسی اپنے ہم وطن عیسائی یا یہودی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے اچھے بُرے کہاں نہیں ہوتے، وہاں بھی یقیناً سماج دشمن عناصر ہوں گے جو مذہب کے اختلاف کو اپنی من مانی کرنے کا ذریعہ بنانے کی کوشش کرتے ہوں گے، مگر ان کو ایسا کرنے کا حوصلہ اسی لئے نہیں ہوتا کہ وہ حکومت کے تیور کو پہچانتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ حکومت قانون شکنی اور دستور کی خلاف ورزی کو کبھی برداشت نہیں کر سکتی۔

لیکن بد قسمتی سے ہمارے ملک کا حال کیا ہے؟ یہاں مسلمانوں کے متعلق ہندو فرقہ پروروں کی جارحانہ ذہنیت گذشتہ برسوں میں کم نہیں ہوئی، بلکہ روز بروز بڑھتی اور ترقی کرتی رہی ہے۔ اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ ان رجحانات کو ختم کرنے کے لئے پنڈت جی نے زبان سے سب کچھ کہا مگر عمل کچھ بھی نہیں کیا، ہندو اخبارات نے مسلمانوں کے خلاف زہر اُگلا، ہندو فرقہ پروروں نے ان کے خلاف زہریلی تقریریں کیں، بے بنیاد الزامات لگائے، سخت پروپیگنڈا کیا اور پھر ان سورماؤں نے بے گناہ مسلمانوں کو قتل و غارت گری کا نشانہ بنایا، یہ سب کچھ ہوا، اور مسلسل ہوتا رہا۔ مگر واہ ری سکولرزم اور صد آفریں ہماری جمہوریت! نہ اخبارات سے باز پُرس ہوئی، نہ اشتعال انگیز مقرروں کو قدغن! اور نہ مجرموں اور قاتلوں کو سزا! اور سنیئے! اُلٹے گرفتار ہوتے ہیں تو مسلمان اور مقدمات چلتے ہیں تو اُن پر! غرض کہ شری لال بہادر شاستری کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بحالاتِ موجودہ یہ ہے ملک کا اڈمنسٹریشن اور یہ ہے قوم میں یک جہتی اور اخلاقی ڈسپلن کا عالم! ملک اور قوم کی تعمیر و ترقی فلسفہ کی اونچی دنیا میں پرواز کرنے سے نہیں ہوتی، بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ اصل حقائق کو اُن کے اصلی رنگ میں دیکھا جائے اور پھر جو ان کا مطالبہ ہو اُسے عزم و ہمت اور طاقت و قوت کے ساتھ پورا کیا جائے!